© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

ایک گھریلو الجھن

(شعبہ استفسارات)

سوال:- میں یہاں سعودی عرب میں ایک کمپنی میں ملازم ہوں۔ سروس کے بعد حال ہی میں پاکستان جا کر شادی کر لی ہے۔ گھر والوں نے بھی اس شادی میں اپنی رضامندی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ ہمارا خیال تھا کہ اس شادی سے ہماری بوڑھی والدہ کو کافی حد تک گھریلو کام کاج میں مدد ملے گی۔ اور یہی بات قبل از شادی گھر والوں نے میرے سسرال کو بھی بتادی تھی کہ ہم اس رشتے سے خوش ہیں کیونکہ جہاں اس طرح ہمارے لڑکے کا گھر بسے گا۔ وہاں اس کی بوڑھی والدہ کو بھی آرام و سکون ملے گا۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ شادی کے بعد مجھے یہاں سعودی عرب آنا پڑا۔ اور چند ایام گزار کر بیوی اپنے گھر چلی گئی۔ اور ابھی تک نہیں آئی۔ جب گھر والوں نے بذریعہ خط مجھے مطلع کیا اور میں نے بیوی سے اس کی وجہ پوچھی تو اُس نے بتایا کہ چونکہ وہاں ایک تو اکیلے رہنا میرے لیے مشکل ہے اور دوسرے گھر کی آئے دن کی باتوں سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہے۔

اب اگر میں والدہ کے کہنے پر کوئی قدم اُٹھاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ چیز کہیں خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ چونکہ والدہ کا کہنا ہے کہ ان لوگوں (میرے سسرال والوں) نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ شادی سے قبل تو اس طرح کی کوئی بات نہیں بتائی کہ لڑکی اپنے ہی گھر رہے گی اور اس طرح بوڑھی والدہ کو بے سہارا چھوڑ دے گی اور اگر بیوی کو کچھ نہیں کہتا اور اُس کی مرضی کے مطابق اُس کو اُس کے اپنے گھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہی میں رہنے دینے پر خوش رہتا ہوں تو والدہ کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہے، کیونکہ یہ بات والدہ کو گوارا نہیں۔ اُمید ہے کہ اس سلسلے میں میری رہنمائی کر کے مجھے دلی سکون و اطمینان سے نوازیں گے۔

جواب: (۱) بطور مشورہ آپ کا خط ملا اور آپ کی اُلجھن سامنے آئی۔ آپ کا معاملہ ایسا نہیں کہ ایک دو ٹوک شرعی حکم سے حل کیا جاسکے۔ یہ ہماری موجودہ معاشرت کی پیچیدگیاں ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر و حکمت کی ضرورت ہوتی ہے۔

چند ضروری باتیں ہیں نمبروار لکھتا ہوں اُن پر آپ غور کریں اور اپنی زیر تشکیل ازدواجی زندگی کو ابتدا ہی میں خراب نہ کرلیں۔

۱۔ ہمارا معاشرہ مشترک خاندانی نظام (JOINT FAMILY SYSTEM) سے نکل کر ایک نئے دور میں داخل ہوگیا ہے، کچھ خاندان بالکل بے راہ روی پر اُتر آئے ہیں، کچھ میں والدین اور اولادوں تک کے تعلقات کمزور ہوچکے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو آپ کی طرح معمولی پیچیدگیوں سے دوچار ہیں۔ مسائل کو حل کرنے کے لیے اس صورتِ حال کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ ساس بہو کے قضیوں سے تو آپ واقف ہی ہیں۔ پہلے ان کی دوسری شکل تھی اور بہو ساری ناخوشگواریاں برداشت کر کے خدمت کرتی رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ یا تو اس کے عسیات کی تلافی شوہر کی خاص رفاقت و محبت سے پوری ہونے لگے، یا وہ ٹی بی وغیرہ کی شکار ہو کر رخصت ہو جائے۔

۳۔ آج کی لڑکیوں سے (خواہ وہ طبعاً کتنی ہی نیک نہاد اور مسلم مزاج کی ہوں) یہ توقع رکھنا کہ وہ ہر طرح کی باتیں، تنقید و تعریض اور ڈانٹ ڈپٹ سن کر چپ چاپ شوہر کے والدین کی خدمت کرتی رہیں گی، کچھ زیادہ درست نہیں ہے، خصوصاً جب کہ اُن کو عملاً شوہر کی محبت کا سرمایہ تسکین بھی حاصل نہ ہو۔ آج کل اپنی اولادوں سے بھی اچھا طرزِ عمل اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ اُن سے پیار کیا جائے، اُن کے اچھے کاموں کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی جائے اور ان کی پسند و ناپسند کی خواہ مخواہ مخالفت نہ کی جائے (مثلاً یہ جوتا جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خریدا ہے یہ تو بہت فضول سا ہے، یا تمہارے کوٹ کا رنگ یا بچی کی پسندیدہ چھینٹ تو بہت گھٹیا ہے) وغیرہ۔

محبت اور پیار اور کشش کا ماحول پیدا کر کے ہی والدین یا کوئی والدہ اپنی بہو سے حسن سلوک کا جواب حاصل کر سکتی ہے۔

۴۔ ہندوستانی معاشرے کے مروجات کا جو اثر ہم پر پڑا ہے اُس سے اُوپر بلکہ سیدھے دورِ نبوت کے معاشرے تک ہم جا پہنچیں تو وہاں روایت یہ تھی کہ جہاں کوئی نکاح ہوا، فوری طور پر نیا گھر بس گیا۔ چاہے خیمہ لگا کر ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے ہاں یہ طرزِ عمل جاری نہ ہو سکا، مگر اب حالات نے جو سبق ہمیں دیئے ہیں۔ انہوں نے تبدیلیوں کا آغاز کر دیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا حال میں جانتا ہوں۔ اس کے شادی شدہ بیٹے شروع ہی سے الگ گھروں میں اس کے اصرار سے اپنی بیویوں کے ساتھ رہنے لگے، ابتداء میں وہ دل گرفتہ بھی ہوئے، مگر بہت جلد اس نئی زندگی نے انہیں خاص تسکین دی۔ اب صورتِ حالات یوں ہے کہ دوسرے چوتھے دن وہ والدین کے ہاں مع بال بچوں کے آتے ہیں اور خوب خوش و خرم کچھ وقت گذارتے ہیں۔ ساس اور بہو والی کوئی بات نمودار نہیں ہوتی۔ ماں باپ اُن کے پاس جاتے ہیں تو وہ اُن کی خدمت میں لگ جاتے ہیں سوائے اُمورِ شرعیہ کے والدین نے ہر معاملے میں ان کی تعریف و تحسین کی اور یہی حال اُن کی اولادوں کا ہے، وہ ایک دوسرے کی بیماریوں میں خبر گیری بھی کرتے ہیں اور بوقتِ ضرورت خوشی خوشی خدمت بجا لاتے ہیں۔

۵۔ آپ یہ سمجھیں کہ اصلاً ماں کی خدمت کرنا خود آپ کا فرض ہے۔ آپ کی بیوی جس نے ابھی بیوی بن کر کچھ وقت گزارنے کا تجربہ بھی نہیں کیا، براہ راست "خدمت" اُس کی ذمہ داری نہیں ہے۔

۶۔ آپ کی بیوی نے جب آپ کو لکھا ہے کہ وہ تنہائی محسوس کرتی ہے (یعنی دل کی باتیں بے تکلفی سے نہیں کر سکتی) اور پھر یہ کہ اُسے کچھ ایسی باتیں سُننی پڑتی ہیں کہ جن کی اگر وہ توضیح کرے تو اس معاشرے کے معمولات کے مطابق اس پر جواب دینے اور زبان چلانے

© rasailojaraid.com